قاضی شریح

تحریر: مجاہد الاسلام اڑیسہ

ابو امیہ شریح بن الحارث بن قیس بن الجہم بن معاویہ بن عامر، الکندی، کبار تابعین میں سے ہیں۔ عہدِ جاہلیت میں پیدا ہوئے۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں منصب قضاء پر فائز فرمایا۔ ۷۵ سال تک قاضی رہے۔ اس طویل عرصہ میں صرف تین سال کے لئے منصب قضاء سے علیحدہ رہے۔ یہ سیدنا عبداللہ بن زبیر کا زمانہ ہے۔ اس دور میں قاضی شریح نے خود کو منصب سے علیحدہ کر لیا تھا۔ آخر عمر میں انہوں نے طویل عمری اور ضعف کی وجہ سے حجاج بن یوسف کو اپنے منصب سے استعفاء پیش کر دیا۔ جسے اس نے قبول کر لیا۔ ۷۸ھ میں سو سال سے زیادہ عمر پا کر انتقال کیا، ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے:

> **و کان اعلم الناس بالقضاء، ذا فطنة و ذکاء، ومعرفة و عقل و اصابة قال ابن عبدالبر، و کان شاعر محسنا وهو احد السادات الطلس، وهم اربعة، عبدالله بن الزبیر، و قیس بن سعد بن عبادة، والاحنف بن قیس الذی یضرب به المثل فی الحلم، والقاضی شریح المذکور والاطلس الذی لا شعر فی وجهه.** (ص۲/۴۶۱)
>
> قاضی شریح امور قضاء کے علم میں ممتاز۔ ذہین و ذکی، صاحب معرفت، دانشمند اور عقل میں پختگی کے مالک تھے۔ ابن عبدالبر نے کہا۔ "باکمال شاعر تھے اور ان چار بزرگوں میں سے ایک تھے جنہیں "اطلس" کہا جاتا ہے۔ وہ چار ہیں۔ عبداللہ بن الزبیر، قیس بن سعد بن عبادۃ۔ احنف بن قیس جن کا نام حلم و بردباری کے معاملہ میں ضرب المثل ہے اور قاضی شریح اور اطلس اس کو کہتے ہیں جس کے چہرہ پر داڑھی کے بال نہ آئے ہوں۔

قاضی شریح کی طبیعت میں مزاح تھا۔ متعدد واقعات ابن خلکان وغیرہ نے نقل کئے

ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے انہیں ایک علمی مذاکرہ کے بعد "افضل الناس" یا "افضل العرب" قرار دیا۔ (وفیات، ص۲/۴۶۲)۔

حضرت عمر فاروق کا ایک معاملہ ایک اعرابی کے ساتھ ہوا۔ حضرت عمر نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑے کی خریداری کی بات کی۔ قیمت بھی طے پائی اور اس گھوڑے پر کسی کو سوار کرایا۔ کہ وہ گھوڑا زخمی ہوگیا۔ اس اعرابی سے حضرت عمر نے کہا کہ کسی کو ثالث مان لو۔ اس نے کہا کہ ہاں! شریح عراقی کو ثالث مان لیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا۔ اعرابی نے کہا میں جا کر انہیں بلا لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا اور جا کر انہیں بلا لایا۔ معاملہ پیش ہوا۔ ان شریح عراقی نے فیصلہ دیتے ہوئے کہا:

> **یا امیر المؤمنین! اخذته صحیحا سلیما علی سوم، فعلیک ان ترده سلیما کما اخذته.** (ص۲/ ۱۹۱، اخبار القضاۃ)
>
> امیر المؤمنین! آپ نے "تندرست اور صحیح وسالم حالت میں قیمت طے کر کے گھوڑا لیا تھا آپ کو ویسا ہی واپس کرنا چاہئے۔ غرض یہ کہ حضرت عمر سے اس گھوڑے کی ضمان اس اعرابی کو دلائی۔

حضرت عمر کو ان کا یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور انہیں عہدۂ قضاء پر مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی:

> **اذا جاء ک امر فاقض فیه بما فی کتاب الله. فان جاء ک مالیس فی کتاب الله فاقض بما سنّ رسول الله صلی الله علیه وسلم فان جاء ک مالیس فی کتاب الله ولم یسنّه' رسول الله فاقض بما اجمع علیه الناس، فان جاء ک مالیس فی کتاب الله ولم یسنّه' رسول الله ولم یتکلم به احد فاختر ایّ الامرین شئت. فان شئت فتقدم واجتهد رایک. و ان شئت فاخره ولا اری التاخیر الاخیرًا لک.** (ص۲/۱۹۰)
>
> جب بھی تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ کی روشنی میں کرو۔ اگر کتاب اللہ کی کوئی نص اس معاملہ میں نہیں ملے تو سنت رسول

> اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اگر کتاب و سنت کی کوئی نص اس مسئلہ پر نہیں ملے تو اجماع کی طرف رجوع کرو اور اگر اقوال سلف میں بھی اس مسئلہ کی نظیر نہیں ملے تو چاہے اجتہاد سے فیصلہ کرو یا اس کا فیصلہ مؤخر کر دو۔ اور اسے مؤخر کرنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

دوسری روایت کے آخری الفاظ یوں ہیں:

> **و ان شئت تشاورنی، ولا اری فی موامر تک ایای الا اسلم لک.** (اخبار القضاۃ، ص ۲/۱۸۹)
>
> اور اگر چاہو تو مجھ سے مشورہ کر لو اور مجھ سے مشورہ کر لینا ہی تمہارے لئے زیادہ محفوظ راستہ ہے۔

چنانچہ قاضی شریح ہمیشہ اس طرح کے مقدمات میں حضرت عمر فاروق سے ہدایات لیتے رہتے تھے۔ اور سیدنا عمر ان کی رہنمائی فرماتے رہتے تھے۔ (دیکھئے اخبار القضاۃ للوکیع، ص ۲/۱۹۱ تا ۱۹۴)۔ حضرت علی بن ابی طالب بھی قاضی شریح سے سوالات کرتے اور ان کی تصویب فرماتے یا اصلاح فرماتے۔ ایک بار سیدنا علی کی مجلس میں لوگ مختلف سوالات کر رہے تھے۔ قاضی شریح نے بھی بہت سے سوالات کئے سیدنا علی نے جوابات دیئے اور فرمایا: "**قم فانک اقضی العرب.**" جاؤ! تم عرب کے سب سے بہتر قاضی ہو۔" ظاہر ہے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اقضاھم علی" کہا ہے۔ اس کی طرف سے قاضی شریح کے لئے "اقضی العرب کی سند بڑا درجہ رکھتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے اخبار القضاۃ للوکیع، ص ۲/۱۹۴ تا ۱۹۸)

قاضی شریح کہا کرتے تھے "اگر تم سمجھتے ہو کہ میں کبھی فیصلہ میں غلطی نہیں کر سکتا تو بہت غلط سمجھتے ہو۔" کبھی کہتے کہ "میں ایک بال کو چیر کر دو بال نہیں بنا سکتا۔ بڑے صاحب صبر و عزیمت تھے۔ بیٹے کا انتقال رات کو ہو گیا۔ نہ گھر سے رونے کی آواز آئی اور نہ آہ و بکا کی۔ راتوں رات ہی دفن کر دیا گیا۔ صبح کسی نے بیٹے کی خیریت پوچھی۔ کہاں ہاں اس کی تکلیف دور ہو گئی اور اب ہمیشہ سے زیادہ پر سکون ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ایک زرہ گم ہو گئی۔ انہوں نے وہ زرہ ایک یہودی کے ہاتھ میں دیکھی۔ وہ اسے کوفہ کے بازار میں فروخت کر رہا تھا۔ حضرت علی نے کہا۔ "یہ

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

زرہ میری ہے، نہ میں نے کسی کو دیا ہے اور نہ کسی کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔" یہودی نے کہا کہ "زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔" حضرت علی نے کہا کہ پھر قاضی کے اجلاس میں چلو۔ چنانچہ دونوں ہی قاضی کے اجلاس میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی نے دعویٰ کیا۔ یہودی نے جواب دیا۔ قاضی شریح نے حضرت علی سے ثبوت طلب کیا۔ حضرت علی نے دو گواہ پیش کئے۔ ایک اپنے بیٹے سیدنا حسن کو اور دوسرے اپنے آزاد کردہ غلام قنبر کو۔ حضرت شریح نے کہا:

یا امیر المؤمنین شهادة الابن اللاب لا تجوز.

امیر المؤمنین! بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں مقبول نہیں۔

حضرت علی نے حیرت کے ساتھ فرمایا:

سبحان الله رجل من اهل الجنة لا تجوز شهادته سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة.

سبحان اللہ! جنتی شخص کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن و حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

یہودی نے اسلامی عدالت کے حیرت انگیز عدل وانصاف کے اس نمونہ کو دیکھ کر کہا۔

امير المؤمنين قدمني الى قاضيه. وقاضيه يقضى عليه اشهد انّ هذا الدين على الحق و اشهد ان لا اله الا الله و انّ محمدا عبده و رسوله. و ان الدرع درعك ياامير المؤمنين. سقطت معك ليلا. (اخبار القضاۃ للوکیع، ص ۳۰۰، ج ۲)

امیر المؤمنین مجھے اپنے قاضی کے پاس لائے اور قاضی امیر المؤمنین کے خلاف فیصلہ دے رہے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دین، دین برحق ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ امیر المؤمنین زرہ آپ ہی کی ہے۔ جورات کے وقت گر گئی تھی۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

قاضی شریح کے صاحبزادے ایک دن ان کے پاس آئے۔ ایک شخص سے کسی معاملہ میں ان کا جھگڑا تھا۔ انہوں نے والد سے اس معاملہ میں رائے لی۔ والد نے کہا کہ مقدمہ دائر کرو۔ مقدمہ دائر ہوا۔ قاضی شریح نے مقدمہ سنا اور اپنے بیٹے کا دعویٰ خارج کر دیا۔ بعد کو بیٹے نے کہا کہ یہی رائے آپ پہلے دے دیئے ہوتے تو مجھے مقدمہ کرنے کی کیا ضرورت پڑتی۔ قاضی شریح نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا کہ ''اگر تمہیں پہلے سے میرا فیصلہ معلوم ہو جاتا تو تم فریق مقدمہ سے صلح کرتے اور صلح کے ذریعہ وہ حاصل کر لیتے جو فیصلہ کے ذریعہ تمہیں نہیں ملنے والا تھا۔'' بے شک یہ فہم، یہ تقویٰ یہ ضمیر کی بیداری اور ایسا ورع و احتیاط انہیں بزرگوں کا حصہ تھا۔

قاضی شریح نے کفالت کے ایک مقدمہ میں اپنے بیٹے کو جیل بھیج دیا۔ اور جب مجلس قضا سے اٹھے تو اپنے خادم سے کہا کہ عبداللہ کو چادر اور بستر جیل خانہ میں پہنچا دو۔ ایک موقع پر فرمایا بیٹے! تم مجھے بہت عزیز ہو، لیکن اللہ کی رضا تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ عزیز ہے۔'' (اخبار القضاۃ)

حکومت وقت انہیں حق فیصلہ سے منحرف نہیں کر سکتی تھی۔ قاضی شریح نے ایک شخص کو قید کئے جانے کا حکم دیا۔ عبداللہ ابن زیاد نے ان سے اس شخص کی رہائی کے لئے کہا۔ قاضی شریح نے کہا ''اے امیر! قید خانہ آپ کا ہے، جیل افسر آپ کا ہے، آپ حکم کریں گے۔ وہ آپ کی بات مانے گا، لیکن میں اسے رہائی نہیں دے سکتا۔''

قاضی شریح کی فقہی آراء اور ان کے فیصلے:

قاضی شریح مجلس قضاء میں مشائخ علماء کو ساتھ بٹھاتے تھے۔ مجلس قضاء میں فریقین کے مابین مساوات کے قائل تھے۔ چنانچہ اشعث بن قیس مجلس قضاء میں تشریف لائے۔ قاضی شریح نے ان کا اکرام کیا اور کہا ''مرحبا بشیخنا و سیدنا'' یہاں تشریف لائیں۔ چنانچہ انہیں اپنے ساتھ بٹھایا کہ اچانک ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں اشعث بن قیس کے خلاف ایک مقدمہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ قاضی شریح نے اشعث بن قیس سے کہا، جا کر اپنے فریق کے ساتھ بیٹھیں۔ اشعث بن قیس نے کہا کیا حرج ہے۔ میں یہاں بیٹھوں۔ آپ فیصلہ کریں۔ فرمایا: ''قم قبل ان تقام'' (اس سے پہلے کہ آپ کو اٹھایا جائے، آپ خود اُٹھ جائیں)۔ (ص ۲۱۶، ج ۲،

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

اخبار القضاۃ)۔ قاضی شریح بے حد معاملہ فہم تھے اور فریق کے ظاہری حالات اور ان کی جذباتی کیفیت سے متاثر نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ ان کے اجلاس میں ایک خاتون ایک مقدمہ لے کر آئیں اور رونا شروع کیا۔ حضرت شعبی وہاں موجود تھے۔ اس عورت کا رونا دیکھا تو متاثر ہو گئے اور کہنے لگے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عورت بے حد مظلوم ہے۔ قاضی شریح نے فرمایا شعبی! یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی اپنے والد کے پاس روتے ہوئے ہی آئے تھے۔ صحیح کہا قاضی شریح نے۔ قاضی کو بہت سے مواقع پر ایسے جذباتی لمحات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جب کہ فریق سے متاثر ہو کر راہِ حق سے ہٹ جانے کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر اگر قاضی اپنے کو قابو میں نہ رکھے اور ان دلائل پر نگاہ نہ رکھے جو شرعاً کسی واقعہ کے ثبوت کے لئے مقرر ہیں تو وہ ظلم کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ کی خدمت میں ایک خاتون آہ وزاری کرتی ہوئی پہنچی۔ اس کے بہتے ہوئے آنسو اور بری حالت دیکھ کر حضرت امیر شریعت بے حد متاثر ہوئے۔ اس کے شوہر کو بلایا۔ معاملہ کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خاتون نہایت ظالم ہے۔ شوہر کو روز مارتی ہے، شوہر کی پیٹھ پر داغ پڑ گئے ہیں۔ روز کی کمائی شام کو لے لیتی ہے۔ ایک پیالی چائے اور ایک بیڑی کے لئے بھی شوہر، بیوی کا محتاج ہے۔

قاضی شریح فرماتے ہیں:

> فریق مقدمہ قاضی کے لئے بیماری ہے۔ اس بیماری کی دوا گواہ ہیں۔ میں کبھی گواہ کو (غیر ضروری سوالات کر کے) تنگ نہیں کرتا۔ فریق کو اس کی دلیل نہیں سمجھاتا۔ ہم تمہاری ظاہری حالت اور علامت پر مقرر نہیں کئے گئے ہیں۔ ہم اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں۔ پس جو فیصلہ کو مان لیتا ہے تو بہت اچھا۔ ورنہ ہم اسے قید خانہ بھیج دیں گے یہاں تک کہ وہ فیصلہ کو تسلیم کر لے۔

ایک بہت اہم اور معرکتہ الآراء فیصلہ قاضی شریح نے کیا ہے، جو آج بھی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ آج اکثر یہ صورت سامنے آتی ہے کہ شوہر کے وارثان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بیوی نے شوہر کا مہر معاف کر دیا تھا۔ بعض دفعہ شادی کے ابتدائی ایام میں نئی نویلی دلہن سے مہر معاف کرا لیا جاتا ہے اور کبھی شوہر کی لاش پڑی رہتی ہے اور ان نازک اور جذباتی لمحات میں عورت سے کہا جاتا ہے، مہر معاف کر دو۔ جب کہ وہ "نہیں" کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتی کیا اس طرح کی معافی کا

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے

اعتبار کیا جائے گا۔ شاید اسی طرح کے حالات کے پیش نظر سیدنا عمر فاروق نے قاضی شریح کو ہدایت کی تھی:

لا تجيزن لامرأة هبة شيء حتى تلد بطنا ويحول عليها الحول وهي في بيت زوجها.

کسی عورت کے ہبہ کو تسلیم نہ کرو جب تک اسے ایک اولاد نہ ہو جائے یا شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے ایک سال نہ گزر جائے۔

قاضی شریح کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا، جس میں شوہر نے بیوی کو کچھ ہبہ کیا تھا اور بیوی نے شوہر کو کوئی چیز ہبہ کیا تھا۔ حضرت قاضی شریح نے فرمایا "اگر عورت رجوع کرے تو میں اس ہبہ کو توڑ دوں گا۔ اور اگر شوہر اپنی چیز واپس لینا چاہے تو اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس لئے کہ اکثر عورتیں دھوکہ میں ڈال دی جاتی ہیں۔" قاضی شریح عورت کو شوہر کی موت کے بعد بھی اپنی دی ہوئی چیز واپس لینے کا اختیار دیتے تھے۔ (اخبار القضاۃ، ج ۲، ص ۲۳۰)

عن شريح في المرأة تعطي زوجها العطية قال اقيلها ولا اقيله

(ج ۲، ص ۲۵۳)

انّ امرأة خاصمت زوجها في شيء اعطته الى شريح فراى شريح ان ترجع. وقال لوطابت نفسا لم ترجع فيه.

(ج ۲، ص ۲۵۳)

ابوجعفر کہتے ہیں۔ قاضی شریح کے پاس میاں بیوی حاضر ہوئے۔ شوہر نے دعویٰ کیا کہ میری بیوی نے مہر معاف کر دیا ہے۔ اس نے اپنے اس دعویٰ پر گواہ بھی پیش کئے۔ قاضی شریح نے اس کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ نہیں جب تک روپے اس کے سامنے رکھ نہ دو۔ میں اس معافی کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ (ج ۲، ص ۲۵۳)

وارثوں نے ایک عورت کے ساتھ شوہر کے ترکہ میں اس کے حق کے عوض کچھ رقم پر صلح کر لی۔ قاضی شریح نے اس صلح کو تسلیم نہیں کیا۔ اور فرمایا جب تک شوہر کے ترکہ کی تفصیل اور اس کا اپنا حق پوری طرح اسے معلوم نہ ہو، اس کی صلح کا اعتبار نہیں۔ (ج ۲، ص ۲۳۱) "طلاق البتۃ" میں ان کی رائے یہ تھی کہ اصل طلاق تو واقع ہو جائے گی اور عدد طلاق کے بارے میں شوہر کی نیت کا

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

اعتبار ہوگا۔ (ج ۲،ص ۲۳۲)۔ باب نے بیٹی کا مہر وصول کرلیا اور بیٹی کو نہیں دیا۔ ایسے ایک مقدمہ میں قاضی شریح نے باپ کو جیل بھیج دیا۔ وصیت کے باب میں قاضی شریح کی رائے یہ تھی کہ اگرچہ مورث نے وارثوں کی اجازت سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی ہو۔ پھر بھی اس کی موت کے بعد وارثوں کو اس وصیت کے رد کرنے کا اختیار ہوگا۔ قاضی شریح معالج وطبیب پر ضمان عائد نہیں کرتے تھے۔ قاضی شریح نے ایک مطلقہ کو پانچ سو درہم متعہ دلوایا۔ ایک عورت نے درخواست دی کہ مجھے میرے شوہر نے طلاق رجعی دی، عدت گزار کر میں نے دوسرے مرد سے نکاح کرلیا۔ اور خلوت بھی ہوچکی، اب پہلا شوہر کہتا ہے کہ میں نے تم سے عدت میں ہی رجوع کرلیا تھا۔ قاضی شریح نے کہا تم نے جس طرح طلاق کی خبر اس عورت کو دی تھی، رجعت کی خبر اسے کیوں نہیں دی۔ قاضی شریح نے نکاح ثانی کو قائم رکھا۔ اور دعویٰ رجعت کو رد کردیا۔ (ج ۲،ص ۲۳۷)۔ قاضی شریح شہادتوں کے متعارض ہونے کی صورت میں قبضہ کی بنیاد پر فیصلہ کرتے تھے۔ کرایہ دار کی طرف سے مدت کے اندر کنجی واپس کردینے اور مکان خالی کردینے کی صورت میں اجارہ کو ختم اور کرایہ دار کو بری قرار دیتے تھے۔ (ج ۲،ص ۲۳۷)۔ قاضی شریح کی رائے یہ تھی کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر مرگیا تو تاوضع حمل اس کا نفقہ شوہر کے کل ترکہ سے نکالا جائے گا۔ (ج ۲،ص ۲۳۸)۔ کوئی شخص چھپ کر کسی واقعہ کا مشاہدہ کرے اور قاضی کے سامنے اس کی شہادت دے تو قاضی شریح ایسی شہادت قبول فرمالیتے تھے۔ عمر بن حریث اور شعبی کا بھی یہی طریقہ تھا۔ (ج ۲،ص ۲۳۹)۔ طلاق قبل الدخول کی صورت میں نصف مہر دلواتے تھے۔ ایک خاص واقعہ میں جبکہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی بچی کو کوئی زیور دے رکھا تھا۔ سوتیلے بھائی نے دعویٰ کیا کہ بہن کے بدن پر جو زیور ہے اسے بھی ترکہ میں تقسیم ہونا چاہئے۔ قاضی شریح نے فیصلہ دیا۔

هذا موضع ابيك الذى وضعه.

زیور وہیں رہے گا جہاں تمہارے والد نے رکھا ہے۔ (ج ۲،ص ۲۸۶)۔

یعنی استعمال اشیاء جو مورث نے اپنی کسی اولاد کو اپنی زندگی میں دے دیا وہ اس کی موت کے بعد اس کا ترکہ قرار پاکر تقسیم نہیں ہوگی۔ (ج ۲،ص ۲۳۹)۔

مہر موجل کی مدت موت یا طلاق قرار دیتے تھے۔ (ج ۲،ص ۲۴۸)۔ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہو اور اس کا رکھوالی کا کتا اسے کاٹ لے تو صاحب خانہ پر کوئی ضمان

☆ لا اجتهاد عند ظهور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ☆

عائد نہیں کرتے تھے۔ (ج ۲،ص ۲۴۸)۔ قاضی شریح شفعہ جوار کے قائل تھے۔ کوئی شخص مرض الموت میں اپنے ہونے والے وارث کے کسی دین کا اقرار کرے تو قاضی شریح اس اقرار کو تسلیم نہیں کرتے جب تک اس دین کا ثبوت گواہوں سے نہ مل جائے۔ ہاں اگر غیر وارث کے لئے اقرار کرے تو اسے تسلیم کرتے تھے۔ (ج ۲،ص ۲۵۰)۔ بھائی کی شہادت بھائی کے حق میں قبول کرتے تھے۔ (ج ۲،ص ۲۵۲)۔ قاضی شریح نکاح میں شرط کی صحت کے قائل تھے۔ چنانچہ ام عبداللہ بنت زید بن شیبان نے دعویٰ کیا کہ اس کے شوہر نے اس سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ اگر وہ اسے اس کے گھر میں رہنے دے گا تب تو اس کا مہر دو ہزار درہم ہوگا اور اگر اسے اس کے گھر میں نہ رکھ کر کہیں اور لے جائے گا تو اس کا مہر چار ہزار درہم ہوگا۔ اور شوہر نے اسے اس کے گھر میں نہیں رکھا، اس لئے اس کا مہر چار ہزار درہم ہونا چاہئے۔ قاضی شریح نے اس خاتون کا دعویٰ تسلیم کیا اور چار ہزار درہم دلائے۔ متاع طلاق کے مقدمہ میں قاضی شریح کا یہ طریقہ تھا کہ اگر مطلقہ ایسی خاتون ہے جس کا مہر مقرر نہیں اور اسے دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی تو اسے اس کے شوہر سے جبراً متاع دلواتے۔ (ج ۲،ص ۳۰۶)۔ دیگر مطلقات کے مقدمہ میں شوہر کو بر بناء تقویٰ و احسان ''متاع'' دینے کی تلقین کرتے لیکن حکم قضائی کے ذریعہ متاع دینے پر مجبور نہیں کرتے۔

الحکم اخبرنی ان رجلا خاصم الی شریح فی متعة امرأة فقال شریح "وللمطلقات متاع بالمعروف حقا علی المتقین" فان کنت متقیا علیک متعة. ولم یقض. (ج ۲،ص ۲۶۶)۔

حکم کہتے ہیں کہ ایک شخص کا ایک عورت کے ساتھ متعہ کے بارے میں مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت شریح نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مطلقہ عورتوں کے لئے دستور کے مطابق متاع ہے۔ اور یہ تقویٰ والوں پر حق ہے۔ پس اگر تم متقی ہو تو تم پر متاع دینا حق ہے اور حضرت شریح نے متاع کے لازم ہونے کا فیصلہ نہیں دیا۔

عن محمد بن سیرین عن شریح. انه قال لرجل فارق الاتاب ان تکون من المتقین.

(ج ۲،ص ۳۷۵ نیز ۲/۲۳۴، ۲/۲۶۳، ۲/۳۱۴، ۲/۳۴۳، ۲/۳۲۷)۔

ایک شخص جس نے بیوی کو طلاق دے دیا تھا قاضی شریح نے فرمایا۔ متقی ہونے سے انکار نہ کرو۔

شوہر کی نامردی کی صورت میں قاضی شریح ایک سال کی مہلت دیتے تھے (ج ۲، ص ۲۷۶)

قاضی شریح کا ایک اہم فیصلہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک مقدمہ میں باپ کا خرچ تو بیٹے سے دلوایا ہی۔ سوتیلی ماں کا خرچ بھی دلوایا۔ (ج ۲، ص ۲۷۳)۔ ایک صاحب نے چاہا کہ اپنی دولت اپنی زندگی میں اپنے وارثوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔ قاضی شریح نے ان کہا:

دعهم الى من هو خير لهم منك. (ج ۲، ص ۲۷۴)

(تم خود تقسیم نہ کرو) اس اللہ کے حوالہ کرو جو تمہارے مقابلہ ان لوگوں کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔

قاضی شریح تہمت اور بناء شک کا اعتبار کرتے تھے۔ کچھ لوگوں کے خلاف الزام لگایا گیا۔ قاضی شریح نے انہیں دھمکانا شروع کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ محض تہمت اور شک کی صورت میں بھی گرفت فرماتے ہیں؟ قاضی شریح نے جواب دیا۔

اذا ذهب كبد الجزور فمن يسأال عنه الا الجاذر (ج ۲، ص ۲۷۴)

اگر مذبوح بکرے کی کلیجی غائب ہو جائے تو قصاب کے علاوہ کس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مرض الموت کی طلاق کا اعتبار نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک عورت عدت میں ہے اور شوہر کا انتقال ہو گیا تو عورت وارث ہو گی۔ قاضی شریح قضاء علی الغائب کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ اگر شوہر مرض الموت میں اس کا اقرار کرے کہ اس کی بیوی کا مہر اس کے ذمہ باقی ہے تو قاضی شریح اس اقرار کو جائز تسلیم کرتے تھے۔ (ص ۲۸۹)۔ اگر گواہوں کے بیان میں مقدار دین کے بارے میں فرق ہو تو قاضی شریح اس کم سے کم مقدار کو تسلیم کر لیتے تھے جس پر ہر دو گواہ متفق ہوں۔ (ج ۲، ص ۲۹۰)۔ اگر زمین کسی اور کی ہے اور اس پر مکان کسی اور نے بنایا تو قاضی شریح دیکھتے تھے کہ مکان مالکان اراضی کی اجازت سے بنایا گیا ہے یا ان کی اجازت کے بغیر۔ اگر اجازت کے بغیر بنایا گیا ہے تو اس مکان کو توڑ دینے کا حکم دیتے تھے۔ اور مکان کی تعمیر میں لگے ہوئے سامان، مکان بنانے والے کو دلواتے تھے۔ اور اگر مکان اجازت سے بنا ہو تو تعمیر کا خرچ مالکان اراضی سے دلواتے تھے۔ (ج ۲، ص ۲۹۱)۔ قاضی شریح وقف علی الاولاد کے قائل نہیں تھے۔ فرماتے تھے لا حبس عن

فرائض اللہ (ج ۲،ص ۲۹۵)۔ یعنی ایسا وقف جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے قانون وراثت کو معطل کرنا ہو، صحیح نہیں۔ اگر کسی گواہ کی گفتگو سے جانب داری کا شبہ ہوتا تو اس کی گواہی رد کر دیتے۔ ایک گواہ نے اپنی گواہی میں واقعات بیان کرتے کرتے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مدعا علیہ ظالم ہے۔ قاضی شریح نے فوراً اس گواہ سے کہا ''اُٹھ جاؤ'' تمہاری گواہی نہیں سنوں گا۔ تمہیں کیا پتہ کہ وہ ظالم ہے۔ (ج ۲،ص ۲۹۸)۔ قاضی شریح فریقوں کو باہمی مصالحت کا حکم دیا کرتے تھے۔ (ج ۲،ص ۳۰۹)۔ نکاح کے مقدمہ میں سماعی شہادت قبول کر لیتے تھے۔ (ج ۲،ص ۳۳۷)۔ کاروباری اور صنعتی طبقات کے رواج کو تسلیم کرتے تھے۔ قال سنتکم بینکم۔ (ج ۲،ص ۳۵۱)۔ سابق قضاۃ کے فیصلوں کو رد نہیں کرتے تھے۔ (ج ۲،ص ۳۵۸)۔ ایک موقعہ پر فرمایا:

> **انّی لاقضی لک و انی لاظنک ظالما، ولکن الا اقضی بالظن و انما اقضی بما یحضرنی من البیّنة. و انّ قضاء ی لا یحلّ لک شیئًا حرم اللہ علیک.** (ج ۲،ص ۳۶۳)
>
> میں تمہارے حق میں فیصلہ دے رہا ہوں۔ اگرچہ تم میرے گمان کے مطابق ظالم ہو لیکن میں اپنے گمان پر فیصلہ نہیں کرتا۔ میں تو پیش شدہ گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کر رہا ہوں۔ لیکن میرا فیصلہ تمہارے لئے اس چیز کو حلال نہیں کر سکتا جو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے۔

دھوبی، بن کر اور اس طرح کے دوسرے لوگ جو اجرت پر کام کرتے ہیں۔ اگر سامان ضائع ہو جائے تو قاضی شریح اس کی ضمان دلاتے تھے۔ (ج ۲،ص ۳۶۹)۔

مجلسِ ادارت مجلہ فقہ اسلامی کو

فقہِ اسلامی کی مثالی خدمت اور

کامیاب اشاعت کے چار سال مکمل کرنے پر مبارک باد

☆ ☆ ☆ ☆

فیض کنگر ٹرسٹ، بلال ٹاؤن، نارتھ کراچی ۔ کراچی